آج پوری دنیا میں مسلمان ظلم وستم کا شکار ہیں۔ مقبوضہ کشمیر ہو یا فلسطین، کوسوو ہو یا چیچنیا، فلپائن ہو یا بوسنیا غرضیکہ ہر جگہ مسلمان ہی ذلیل وخوار ہو رہے ہیں، اور عرصہ دراز سے یہود وہنود اور کفار کے ظلم کے شکنجے میں کسے ہوئے ہیں۔

عصر حاضر میں تو مسلمان اور بھی زیادہ مصیبت و پریشانی میں مبتلا ہیں۔ ماضی قریب میں 11 ستمبر 2001 کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے بعد تو امریکہ اور اس کے گماشتے اور بھی زیادہ مسلمانوں کے دشمن بن گئے ہیں۔ اور تمام نے مسلمانوں کے خلاف ''کروسیڈی جنگ'' کا آغاز کر دیا ہے۔ سب سے پہلے افغانستان پر حملہ کیا اور وہاں ہزاروں مردوں، عورتوں، بوڑھوں، جوانوں اور معصوم بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن امریکہ اور اسکے حواریوں نے اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ کچھ ہی عرصہ بعد عراق پر حملہ کر دیا اور وہاں بھی افغانستان کی طرح خون کی ہولی کھیلی گئی۔ لیکن کوئی بھی ملک امریکہ کو اس کے مظالم سے نہ روک سکا۔ اس کے باوجود امریکہ تمام مسلمانوں کو دہشت گرد اور اسلام کو دہشت گرد مذہب قرار دینے کے درپے ہے۔

زیر نظر مقالہ میں ہم دہشت گردی کی حقیقت اور اس کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر بیان کریں گے تاکہ یہ واضح ہو کہ اسلام دہشت گرد مذہب ہے یا دہشت گردی کا قلع قمع چاہتا ہے؟

دہشت گردی کیا ہے؟

دہشت کے معنی ڈر، خوف اور خطرہ کے ہیں اور اسی طرح دہشت گردی کا معنی خوف وہراس پھیلانا ہے۔ (''فیروز اللغات''، مادہ: دہشت)

عربی زبان میں اس کے لیے رَهْبَةٌ، رَهْبى اور رَهَبَاءُ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن میں ڈر اور خوف کا معنی پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں عوام کو خوف زدہ کرنے والے حاکم کو عربی میں ''الإرْهَابِیُّ'' کہا جاتا ہے۔ اور ''الْحُكْمُ الْإرْهَابِیُّ'' کا معنی ہوتا ہے خوفزدہ کرنے والا حکم۔ (''المنجد''، مادہ: رهب)

انگریزی زبان میں دہشت کے لیے لفظ "TERROR" استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی ہر زبان میں دہشت یا خوف وخطر کے لیے کوئی نہ کوئی لفظ ضرور دستیاب ہے۔ مگر اصل مسئلہ یہ ہے کہ عصر حاضر میں دہشت گردی کی اصطلاح جس پس منظر میں استعمال کی جا رہی ہے اس کی حدود وقیود، معنی ومفہوم اور متفقہ تعریف کیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اس کی کوئی متفقہ اور واضح تعریف موجود نہیں ہے۔

11 ستمبر 2001 کے بعد اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں ہونے والی بحث بھی دہشت گردی کی تعریف متعین کرنے میں ناکام رہی۔ اس سلسلہ میں ''آکسفورڈ کنسائز ڈکشنری آف پالیٹکس'' کا مندرجہ ذیل اقتباس قابل غور ہے۔

''دہشت گردی حکومتوں یا تجزیہ نگاروں کے درمیان اس کی کوئی متفقہ تعریف نہیں بالعموم جانی نقصان پہنچانے والی سرگرمیوں کو بیان کرنے کے لیے یہ بلا استثناء برے مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے جو خود ساختہ نیم سرکاری گروہ سیاسی مقاصد کی خاطر انجام دیتے ہیں۔ لیکن اگر یہ سرگرمیاں کسی مقبول عام مقصد کے حصول کے لیے کی جائیں مثلاً وچی فرانس کی حکومت کو غیر مستحکم کرنے کے لیے مارکویس کی کوشش، تو پھر لفظ دہشت گردی کے استعمال سے عام طور پر احتراز کیا جاتا ہے۔ اور اس کی جگہ زیادہ تر دوستانہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ ایک انسان کسی کے خیال میں دہشت گرد اور دوسرے کی نگاہ میں آزادی کا سپاہی ہوتا ہے''۔ (''آکسفورڈ کنسائزڈ ڈکشنری آف پالیٹکس''، ص: ۴۹۲، ۴۹۳)

الغرض دہشت گردی کی کوئی مسلمہ اور متفقہ تعریف موجود نہیں۔ ممکن ہے کہ ایک ہی شخص بعض کے نزدیک محب وطن، آزادی کا سپاہی یا مجاہد اسلام ہو اور دوسروں کے نزدیک وہی شخص دہشت گرد اور مجرم ہو۔ یہی بات ایک مرتبہ نیلسن منڈیلا نے اقوام متحدہ میں کہی تھی کہ ''میں ایک زمانے میں دہشت گرد تھا اور اس کے بعد سربراہ مملکت۔ کون دہشت گرد ہے اور کون نہیں۔ کسی کو معلوم نہیں۔ (''امریکہ اور مسلم دنیا کی بے اطمینانی'' از پروفیسر خورشید احمد ص: ۲۴۴)

دہشت گردی کی تعریف کے تعین کی کوشش:

دہشت گردی کی اصطلاح جدید دور کی اختراع ہے۔ قدیم دور بالخصوص اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے اسلام نے اس کا معنی ومفہوم اور حدود

کے لے جاری تحریکوں کودہشت گرد قرار نہیں دیاجاسکتا۔ بلکہ ان تعریفات سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیاسی اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے قوت وطاقت اور تشدد کا نام دہشت گردی ہے اگر اس تعریف کی روشنی میں دہشت گردی کا جائزہ لیاجائے تو سب سے بڑے دہشت گرد امریکہ، بھارت اور اسرائیل ہیں۔ جو سیاسی اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔

اگر بنظرِ انصاف دیکھا جائے توسب سے بڑا دہشت گرد امریکہ ہے جس نے محض طاقت کے نشے میں پوری دنیا پر اپنی عظمت وشان کا سکہ بٹھانے کے لیے بغیر کسی معقول وجہ کے 2001ء کے آخر میں افغانستان پر حملہ کیا جہاں طالبان حکومت نے تقریباً 90فیصد حصہ پر امن وامان اور اسلامی نظام قائم کر دیا تھا۔ اس جنگ میں امریکہ نے ہزاروں جانوں کو ضائع کیا اور پورے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ لیکن دنیا بھر سے کسی حقوق انسانی کے علمبردار نے امریکہ کو دہشت گرد قرار نہیں دیا بلکہ ستم بالائے ستم یہ کہ اکثر ملکوں نے امریکہ کے اس اقدام کی حمایت کی۔ افسوس یہ کہ بعض اسلامی حکمرانوں نے بھی یہی راستہ اختیار کیا۔ بجائے اس کے کہ امریکہ اور اسکے حواریوں کو دہشت گرد (Terrorist) قرار دیا جاتا، الٹا مظلوم طالبان اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا جارہا ہے۔

امریکی ظلم وستم کا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ لیکن حقائق کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتے اور مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی شہرت یافتہ امریکی سکالر ''نوم چومسکی'' نے امریکی حکومت کی پرواہ کیے بغیر پاکستان اور بھارت کے دورہ کے موقع پر برملا اعتراف کیا کہ ''امریکی صدر بش اسامہ بن لادن سے بڑے دہشت گرد ہیں، اس لیے کہ اسامہ کے خلاف امریکی صدر کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ مگر دوسری جانب افغانستان میں بے گناہ لوگوں کا قتل عام امریکی صدر کے خلاف ثبوت ضرور ہے۔ (فرنٹ لائن 21دسمبر 2001ء نوائے وقت: 26نومبر 2001ء)

نوم چومسکی نے یہ بھی کہا کہ ''امریکہ خود بہت بڑا دہشت گرد ہے اور وہ ہر اس ملک کو دہشت گرد قرار دے کر اس پر حملہ آور ہوتا ہے جس کو وہ اپنے لیے خطرہ محسوس کرتا ہے۔ امریکہ اپنے سوا کسی ملک میں قومیت کی تحریک نہیں ابھرنے دیتا''۔ (نوائے وقت ایضاً)

افغانستان پر حملہ کے کچھ ہی عرصہ بعد امریکہ عراق کو دھمکیاں دینے لگا اور مختلف قسم کے الزام لگانے لگا۔ مثلاً یہ کہ عراق کے پاس ایسا کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار بنانے والا مواد موجود ہے، جس کا استعمال انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہے اور ایسا مواد اپنے پاس رکھنا ممنوع ہے۔ عراق نے نہ صرف امریکہ کے ان دعوؤں کی تردید کی بلکہ اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں اور معائنہ کاروں کے لیے عراق کے دروازے کھول دیئے۔ اسلحہ انسپکٹروں اور معائنہ کاروں کی پوری تحقیق کے باوجود عراق سے کوئی کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار برآمد نہ ہوسکے۔ لیکن حقوق انسانی کے تحفظ کے علمبردار امریکہ نے یہ اعلان کردیا کہ خواہ عراق کے پاس خطرناک مواد ہو یا نہ ہو، ہم اس پر ضرور حملہ کریں گے۔ اور پھر وہ سیاہ دن بھی اقوام عالم نے دیکھا جب امریکی میزائلوں اور بموں نے افغانستان کی طرح عراق میں بھی خون کی ندیاں بہادیں۔ ہزاروں جانوں کو ضائع کیا گیا اور بے شمار قیمتی املاک اور بلند وبالا عمارتوں کو زمین بوس کردیا گیا۔ لیکن دنیا بھر میں کسی کی جبینِ غیرت پر بل تک نہ پڑا اور کسی نے امریکہ کو (Terrorist) یعنی دہشت گرد قرار نہیں دیا۔

مذکورہ نقطۂ نظر سے امریکہ کے علاوہ بھارت اور اسرائیل بھی بہت بڑے دہشت گرد ہیں، جو مدتِ دراز سے مقبوضہ کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہے ہیں اور محض سیاسی اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے روزانہ بے شمار معصوم جانوں کو ضائع کر رہے ہیں۔ لیکن پوری دنیا میں کوئی حقوق انسانی کا علمبردار انہیں دہشت گرد قرار نہیں دے رہا اور نہ انہیں اس ظلم سے روک رہا ہے۔ بلکہ ستم بالائے ستم یہ کہ ان مقبوضہ ممالک میں آزادی کے حصول کے لیے جاری تحریکوں کو دہشت گردی اور (Terrorism) قرار دیا جارہا ہے۔

اب ہم دہشت گردی کی دوسری تعریف کا جائزہ لیتے ہیں۔ وہ تعریف یہ ہے:

دوسری تعریف:

''خوف وہراس پھیلانے کے لیے بے گناہ شہریوں، سول آبادیوں اور نجی وسرکاری عمارتوں کو نقصان پہنچانا اور وسیع پیمانے پر قتل عام کرنا''۔

تجزیہ: مذکورہ تعریف کے حوالہ سے دو باتیں ذہن نشین رہیں:

(i) مذکورہ مسئلہ میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

(ii) اس حوالے سے مسلمانوں کی عملی صورت حال کیا ہے؟

(i) اسلامی تعلیمات:

اسلام کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ دشمن کے خلاف لڑائی ہو یا اقدامی جہاد، کسی بھی شخص کو قطعی طور پر اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ قصداً ان لوگوں کو اپنا ہدف بنائے

شہریوں، سول آبادیوں، نجی اور سرکاری عمارتوں کو نقصان پہنچانا اور وسیع پیمانے پر قتل عام کرنا۔

(iii) امریکہ کی پالیسیوں اور اس کے حامیوں کی مخالفت کرنا۔

اب ہم دہشت گردی کی مذکورہ تعریفات کی روشنی میں یہ جائزہ لیتے ہیں کہ ان کے بارے میں اسلام کا مؤقف کیا ہے؟ اور حقیقی دہشت گرد کون ہیں؟ مسلمان یا کوئی اور؟

پہلی تعریف:

''سیاسی اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے تشدد اور قوت کا استعمال''۔

تجزیہ: سیاسی اغراض ومقاصد میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں اور آزادی کے خواہاں ہیں اور اس کے حصول کے لیے ظالم وغاصب حکمرانوں کے خلاف سینہ سپر ہیں اور آزادی کے حصول کے لیے حسب استطاعت قوت وطاقت کا ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ مذکورہ تعریف کی روشنی میں کیا یہ لوگ دہشت گرد ہیں؟ اسلامی نقطۂ نظر سے آزادی کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے والے لوگ دہشت گردی کے ضمن میں نہیں آتے بلکہ ان کی یہ کوشش جائز ہے اور جہاد کی ایک قسم ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ط وَإِنَّ اللهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ o الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ.'' (الحج: ۳۹،۴۰)

ترجمہ ''اذن دے دیا گیا ہے (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے۔ اس بناء پر کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر پوری طرح قادر ہے وہ (مظلوم) جن کو نکال دیا گیا تھا ان کے گھروں سے ناحق۔'' جمال القرآن:

صرف یہی نہیں بلکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو ان مظلوم لوگوں کی مدد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ج وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ج وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا o''. (النساء: ۷۵)

ترجمہ ''اور کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو راہِ خدا میں حالانکہ کئی بے بس مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بھی ہیں جو (ظلم سے تنگ آ کر) عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! نکال ہمیں اس بستی سے ظالم ہیں جس کے رہنے والے اور بنا دے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی دوست اور بنا دے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار''. جمال القرآن:

لیکن آزادی کی جنگ یا دفاعی جنگ کے لیے بھی اسلام نے کچھ اصول و ضوابط مقرر فرمائے ہیں۔ مثلاً اسلام نے حالت جنگ میں بوڑھوں، عورتوں، بچوں اور بیماروں اور عبادت گزاروں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ بشرطیکہ یہ لوگ جنگ میں کسی بھی طرح شامل نہ ہوں۔

آج آزادی کے لیے جاری تحریکوں کو بھی دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے لیکن اگر حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو امریکہ نے بذات خود قوت وطاقت کا استعمال کر کے انگلستان سے آزادی حاصل کی تھی۔ اب اگر کسی قوم کا حق آزادی کے لیے قوت وطاقت کا استعمال کرنا دہشت گردی ہے تو پھر اس کے اولین مرتکبین میں امریکہ بھی شامل ہے۔ لہٰذا جو سزا آزادی کی جنگ لڑنے والوں کے لیے مقرر ہوگی تو اس کا پہلا مستحق امریکہ ہوگا۔

اصل میں بین الاقوامی قانون طاقت کے ہر استعمال کو دہشت گردی قرار نہیں دیتا بلکہ مبنی برحق جنگ (Just War) جو دفاعی مقاصد کے لیے بھی ہو سکتی ہے اور حقوق کے لیے بھی، اسے دہشت گردی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اقوام متحدہ کے چارٹر میں دفاعی جنگ اور چارٹر کے تحت اجتماعی طور پر قوت کا استعمال اس کی واضح مثالیں ہیں۔ علاوہ ازیں آزادی اور حق خود ارادیت کے لیے جو جنگیں لڑی گئیں، اقوام متحدہ نے ان کی تائید کرتے ہوئے آزادی کے بعد انہیں آزاد مملکت تسلیم کیا۔ گویا دوسرے لفظوں میں بین الاقوامی قانون نے اس حق کو تسلیم کیا ہے۔ بین الاقوامی قانون کا ماہر کرسٹوفر اوکوے اس اصول کا ان الفاظ میں اعتراف کرتا ہے کہ ''تقریباً تمام آزادی کی تحریکوں کا ایک لازمی عنصر، طاقت کا استعمال ہے اقوام متحدہ نے اپنی قراردادوں میں جس تسلسل سے آزادی کی تحریکوں کی حوصلہ افزائی کی ہے اور کچھ کو جرأت مند قرار دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ طاقت کے عنصر کو جائز قرار دیتی ہے''۔ (Liberation Struggle in International Law; p.252)

نیز رقم طراز ہے کہ دہشت گردی اور آزادی کی جدوجہد ایک جیسی سرگرمیاں نہیں ہیں۔ (ایضاً صفحہ نمبر 17) نیز یہ کہ اقوام متحدہ کے تمام ادارے جس ایک چیز پر متفق ہیں وہ یہ ہے کہ حق خود ارادیت کی ہر جدوجہد قانونی اور جائز ہے۔ (Liberation Struggle in International Law; p.261)

مذکورہ بحث سے واضح ہوا کہ آزادی یا دفاع

وقیود بیان نہیں کیں۔ یہ اصطلاح چونکہ مغرب نے ایجاد کی ہے اس لیے اس کی تعریف بھی مغربی فلاسفرز کے حوالے سے بیان کی جائے گی اور پھر قرآن وسنت، تاریخی اور عملی واقعات سے اس کا تجزیہ کیا جائے گا۔ دہشت گردی کی اصطلاحی تعریف کے حوالہ سے انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"Terrorism, the systematic use of terror or unpredicutable violence against governments, public or individuals to attain a political objective.Terrorism has been used by political organisations with both and ethoic groups by revolution and by the armies and secret pclice of governments themselves."(The Encylopedia Britanica; Vol.11, p.650)

ترجمہ: ''دہشت گردی، کسی سیاسی مقصد کے حصول کے لیے حکومت، عوام یا کسی فرد کے خلاف باقاعدہ منظم طور پر خوف وہراس یا ناقابل تصدیق تشدد کے استعمال کا نام ہے۔ سیاسی تنظیمیں اپنے قدامت پسندانہ اور رجعت پسندانہ اہداف کے حصول کے لیے دہشت گردی کرتی ہیں۔ اس طرح قوم پرست، نسلی ولسانی گروہ، انقلاب پسند گروہ اور خود حکومتی فوج اور خفیہ پولیس بھی دہشت گردی کا ارتکاب کرتی ہے۔''

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں دہشت گردی کے حوالہ سے یہ معلومات درج ہیں:

"Terrorism is the use or threat of violence to create fear and alarm terrorists murder and kidnap people, set on bombs, hijack airplanes ,set fires and commit other serious crimes but the goals of terrorists differ from those of ordinary criminals most criminals want money or some other form of personal gain but most terrorists commit crimes to sport political causes."

(The World Book Encyclopedia; Vol.19,p.178)

ترجمہ: ''خوف ودہشت اور خطرے کا ماحول پیدا کرنے کا نام دہشت گردی ہے۔ دہشت گرد لوگوں کو قتل وغارت اور اغوا کا نشانہ بناتے ہیں، بم دھماکے کرتے ہیں، ہوائی جہاز ہائی جیک (اغواء) کرلیتے ہیں، آگ لگاتے ہیں اور اس طرح کے شدید ترین جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، لیکن دہشت گردوں کے اغراض ومقاصد عام مجرموں کی بہ نسبت مختلف ہوتے ہیں۔ اکثر وبیشتر مجرم مال ودولت یا کسی اور ذاتی منفعت کے لیے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں جبکہ عام طور پر دہشت گرد صرف سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔''

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سرکاری انٹیلی جنس ایجنسی (FBI) کے نزدیک بین الاقوامی دہشت گردی کی تعریف یہ ہے کہ:

''طاقت کا غیر قانونی استعمال یعنی افراد کے خلاف یا پراپرٹی کو تباہ کرنے یا حکومت، شہری آبادی یا اس کے حصہ پر دباؤ ڈالنے یا سیاسی وسماجی مقاصد کے حصول کے لیے کسی ایسے گروپ یا فرد کی طرف سے تشدد کا ارتکاب جس کا تعلق کسی ملکی طاقت سے ہو یا جس کی سرگرمیاں قومی حدود سے تجاوز کر جائیں''۔ (ماہنامہ الاخـــوۃ؛ مئی 2003ء بحوالہ روگ سٹیٹ از ولیم بیلم مترجم: ص: ۵۴)

بین الاقوامی شہرت یافتہ امریکی سکالر ''نوم چومسکی'' نے دسمبر 2001 کو دہشت گردی کے حوالہ سے جو تقریر کی ''فرنٹ لائن'' کے مطابق اس کی رپورٹنگ اس طرح کی گئی کہ:

''چومسکی نے دہشت گردی کے تصورات کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے۔ ایک لغوی اور دوسرا پروپیگنڈا والا۔ دہشت گردی کا لغوی تصور جو امریکہ کے سرکاری دستاویزات میں بھی اختیار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ''دہشت گردی'' تشدد کی دھمکی کا ناپا تلا استعمال ہے جو دباؤ ڈال کر اور جبر یا خوف پیدا کرکے سیاسی، مذہبی یا نظریاتی نوعیت کے اہداف حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔ چومسکی نے تسلیم کیا کہ امریکہ کی استعماری پالیسی نے لغوی تعریف کو پروپیگنڈا والی تعریف کے حق میں دستبردار کردیا ہے۔ اس کے مطابق جو کوئی بھی امریکہ کے خلاف ہے اور اس کے دوستوں یا حلیفوں کے خلاف ہے وہ دہشت گرد ہے۔'' (ماہنامہ الاخوۃ؛ مئی 2003ء بحوالہ فرنٹ لائن، دسمبر 2001ء ص: ۲۵، ۲۶)

سابقہ تعریفات واقتباسات کی روشنی میں دہشت گردی کی درج ذیل مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں:

(i) سیاسی اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے تشدد اور قوت کا استعمال۔

(ii) خوف وہراس پھیلانے کے لیے بے گناہ

جواصولی طور پر جنگ میں شریک نہیں ہوتے ۔مثلاً بچے،عورتیں،بوڑھے،مذہبی لوگ اور عام شہری آبادی اسی طرح عام استعمال کی اشیاء مثلاً غلہ واناج،باغات، راشن ڈپو وغیرہ کو بلا جنگی ضرورت تلف کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ علاوہ ازیں انتہائی ناگزیر حالات کے علاوہ عمارتوں کو تباہ کرنے کی بھی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ان کے دلائل آگے آئیں گے۔(ان شاء اللہ)

(ii) مسلمانوں کی حکمت عملی:

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان فرد یا گروہ جہادی آداب کا خیال نہیں رکھتا تو یہ اس کی ذاتی غلطی ہے، کہ وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ایک غلط فعل کا مرتکب ہو رہا ہے لیکن عمومی طور پر مسلمانوں کی دینی جماعتیں اس قسم کی غلطی کا ارتکاب نہیں کرتیں بلکہ اگر کوئی فرد یا گروہ دانستہ یا نادانستہ اسلام کے اصول وضوابط کے منافی کوئی ایسا اقدام کر بیٹھتا ہے تو دیگر جماعتیں اور مسلمانانِ عالم خود ہی اس کی مخالفت کرتے ہیں۔البتہ مغربی خفیہ ایجنسیاں مسلمانانِ عالم کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کرتی ہیں اور میڈیا کے ذریعے تمام مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں۔

اسلام میں قتل ناحق کی حرمت:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانی جان کی کس قدر شان وعظمت ہے۔چند آیات اور احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا" (النساء:۹۳)

ترجمہ:"جو کوئی کسی مؤمن کو قصداً قتل کر ڈالے اس کی سزا دوزخ ہے،جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اس کی لعنت ہے۔ اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

(2) ارشاد ربانی عزوجل ہے:

"قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ج وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ج وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ" (الأنعام:۱۵۲)

ترجمہ:"اے نبی (ﷺ)! فرما دیجیے کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا ہے۔وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل نہ کرو۔تمہیں اور انہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے جتنے بھی طریقے ہیں، ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ اعلانیہ ہوں یا پوشیدہ اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق کے ساتھ۔اس کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم عقل کرو"۔

(3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! وہ کون سی چیزیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (i) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ (ii) جادو کرنا۔ (iii) جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل کرنا۔ (iv) سود کھانا۔ (v) یتیم کا مال کھانا۔ (vi) جان بچانے کی غرض سے میدان جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔ (vii) پاک دامن ومعصوم مؤمنہ عورتوں پر تہمت لگانا"

(بخاری شریف ؛كتاب الوصايا؛باب قول الله تعالى إن الذين يأكلون أموال،۲۷۶۶.صحيح مسلم ؛كتاب الإيمان؛باب بيان الكبائر وأكبرها، ۲۵۸)

بعض روایات میں مذکور اشیاء کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔(بخاری شریف:۲۵۱۰،۲۶۷۵۔صحیح مسلم:۲۵۶،۲۵۳)

(4) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أول ما يقضى بين الناس يوم القيامة في الدماء". (بخاری شریف؛ **كتاب الرقاق،باب القصاص يوم القيامة**)

ترجمہ:"قیامت کے روز لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (قتل) کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا"۔

یاد رہے کہ مندرجہ بالا آیات واحادیث کسی جان کے قتلِ ناحق کے بارے میں ہیں۔اسی طرح خود اپنے آپ کو قتل (خودکشی) کرنا بھی اسلام میں گناہِ کبیرہ ہے۔

(5) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ

رَحِیمًاo"(النساء:۲۹)

ترجمہ:"اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ رحم کرنے والا ہے۔"

(6) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص کسی پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ اسی طرح گرتا رہے گا۔ جو شخص زہر پی کر خودکشی کرے گا، وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں زہر پیتا رہے گا۔ جس نے کسی لوہے کے آلے سے خودکشی کی ہوگی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ اس آلے سے اپنے آپ کو کاٹتا رہے گا۔"

(بخاری شریف؛ کتاب الطب، باب شرب السم: ۵۴۴۲ صحیح مسلم؛ کتاب الإیمان: باب غلظ تحریم قتل الإنسان نفسه: ۲۹۶)

اسلام جس طرح قتل ناحق کی حرمت بیان کرتا ہے اسی طرح قتل بالحق پر عمل پیرا ہونے کا حکم بھی دیتا ہے تاکہ افراط وتفریط کا خاتمہ ہو سکے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی جان کا احترام نہ کرتے ہوئے اسے ناحق قتل کر دیتا ہے تو پھر اسلام بھی ایسے قاتل کی جان کا کوئی احترام تسلیم نہیں کرتا، بلکہ قصاص میں اسے قتل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ سوائے اس کے کہ مقتول کے ورثاء دیت لینے اور معاف کر دینے پر راضی ہو جائیں۔ اسی طرح شادی شدہ زانی اور اسلام سے مرتد ہو جانے والے کی سزا بھی قتل ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ذکر ہے۔

(7) "لایحل دم امرء مسلم یشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله إلا بإحدی ثلاث، النفس بالنفس والثیب الزاني، والمفارق لدینه التارک للجماعة". (بخاری شریف: کتاب الدیات. باب قول الله تعالیٰ أن النفس بالنفس والعین بالعین. ۶۸۷۸)

ترجمہ:"کلمہ شہادت کا اقرار کرنے والے کسی مسلمان شخص کا قتل جائز نہیں، سوائے تین صورتوں کے، ایک تو یہ کہ وہ کسی جان کو قتل کرے تو اس کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے، دوسری یہ کہ شادی شدہ شخص زنا کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کیا جائے، اور تیسری صورت یہ کہ جو شخص دین اسلام سے مرتد ہو کر مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو اسے قتل کیا جائے"

لیکن مذکورہ بالا صورتوں میں بھی قتل کے اختیارات حکومت کے پاس ہوتے ہیں اسلام انفرادی طور پر قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتا۔

محاربہ اور اسلام:

قرآن مجید نے دہشت گردی کی جگہ محاربہ کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے اور قرآن کے بیان کے مطابق شر وفساد کی تمام صورتیں محاربہ میں شامل ہیں۔ حتیٰ کہ بعض تابعین مثلاً سعید ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ڈاکہ بھی فساد فی الأرض کی وجہ سے محاربہ میں شامل ہے۔ جو شخص فتنہ وفساد برپا کرے، ڈاکے، قتل اور تشدد کی وجہ سے خوف وہراس پھیلائے اور امن وامان کو تہ وبالا کرے قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہو یا کافر، قرآن مجید اس کے لیے درج ذیل سنگین سزا تجویز کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌo". (المآئدۃ:۳۳)

ترجمہ:"ان کی سزا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت وخواری، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے"۔

اس سلسلے میں بخاری ومسلم میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ عکل وعرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئے مگر مدینہ کی آب وہوا انہیں موافق نہ آئی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں حدیبیہ سے باہر جہاں صدقے کے اونٹ تھے، بھیج دیا کہ ان کا دودھ اور پیشاب پیو (اللہ تعالیٰ تمہیں شفاء عطا فرمائیں گے) انہوں نے اس تجویز پر عمل کیا اور صحت مند ہو گئے لیکن اس کے بعد انہوں نے اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہنکا کر لے گئے۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے جو انہیں پکڑ کر لانے میں کامیاب رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی جائیں اور آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹ ڈالے (کیونکہ انہوں نے بھی چرواہے کو اسی طرح قتل کیا تھا) پھر ان کی مرہم پٹی کئے بغیر انہیں اسی طرح (حرہ) "مدینہ کی پتھریلی زمین" میں پھینک دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے مگر انہیں پانی نہ دیا گیا، حتیٰ کہ وہ سب اسی طرح مر گئے۔ (بخاری شریف؛ کتاب الحدود: باب لم یسبق المرتدون المحاربون حتی ماتوا، ۶۸۰۴ صحیح مسلم؛ کتاب القسامة)

ابوقلابہ (تابعی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے قتل بھی کیا، چوری کا ارتکاب بھی کیا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ

محاربہ بھی کیا اور زمین میں فساد بھی پھیلایا ۔ (بخاری شریف؛ کتاب الجهاد ؛باب إذا حرک المشرک المسلم،ص:۳۵۱۸)

معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی محاربہ کی اصطلاح اپنے عموم کی وجہ سے دہشت گردی سے زیادہ وسعت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس میں خوف وہراس، ظلم وستم قتل وغارت گری،نقب زنی وڈاکہ زنی اور شرانگیزی کی تمام صورتیں موجود ہیں۔ خواہ ان کا ارتکاب سیاسی مقصد کے لیے کیا گیا ہو یا انفرادی، ذاتی اور مادی اغراض ومقاصد کے لیے۔ علاوہ ازیں اسلام فتنہ وفساد کو کتنا ناپسند کرتا ہے۔ اس کا اندازہ محاربہ کی بیان کردہ سزا سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

غیر مقتولین کے قتل کی ممانعت:

ظلم کے خلاف مزاحمت ایک فطری عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام ظلم کے خاتمہ کے لیے جہاد کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ بعض حالات میں اسے فرض قرار دیتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میدان جہاد میں صرف ان لوگوں کے ساتھ لڑائی کا حکم ہے جو لڑائی کے لیے میدان میں اترے ہوں جبکہ وہ تمام لوگ جو لڑائی میں شریک نہیں یا عام طور پر جنگ میں حصہ نہیں لیتے۔ مثلاً بچے، بوڑھے، عورتیں، معذور، عابد وزاہد وغیرہ کو قتل کرنے سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ بھی لڑائی میں دوبدو شریک ہوں یا کوئی ناگزیر مجبوری ہو۔

(1) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک غزوہ میں دیکھا کہ ایک عورت قتل کی گئی ہے تو آپ ﷺ نے اسے سخت ناپسند کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمادیا۔ (بخاری شریف؛ کتاب الجهاد، باب قتل الصبیان فی الحرب ص نمبر : ۳۵۱۴) ، (صحیح مسلم شریف ؛ ص : ۱۷۴۴) ، (ترمذی شریف ص:۱۵۶۹)، (سنن ابی داؤد؛ ص:۲۶۶۸)، (سنن ابن ماجہ؛ ص:۲۸۴۱)

(2) اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام کی طرف ایک جہادی لشکر روانہ کیا تو انہیں یہ نصیحتیں فرمائیں کہ: ”عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا ، پھلدار درخت نہ کاٹنا، بستیاں ویران نہ کرنا، کوئی بکری یا اونٹ کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ جلانا، خیانت نہ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا۔ (مؤطا امام مالک؛ کتاب الجهاد؛ باب النهی عن قتل النساء و الولدان فی الغرو،۱۰. بیهقی؛ ج:۹؛ ص:۸۵)

(3) نبی اکرم ﷺ نے دشمن کو آگ میں جلانے سے منع فرمایا ۔ (بخاری شریف؛ کتاب الجهاد: باب لا یعذب بعذاب الله ،۳۰۱۶، سنن ابی داؤد:۲۶۷۵)

(4) اسی طرح لاش کی بے حرمتی کرنے اور اعضاء کی قطع وبرید سے بھی منع فرمایا۔ (بخاری شریف؛ کتاب المظالم :باب النهی بغیر إذن صاحبه ،۲۴۷۳، صحیح مسلم؛ ۱۷۳۱، مسند احمد؛ ج:۴؛ ص:۳۰۷)

(5) مادی اور دنیوی اغراض ومقاصد کے لیے جہاد کرنے والے کے لیے فرمایا: ”لا أجر له“ ایسے شخص کو کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا۔ (سنن ابی داؤد؛ کتاب الجهاد: باب فیمن یغزو ویلتمس الدنیا،۲۵۱۴، سنن نسائی:۲۹۴۳)

(6) دشمن کے سفیروں کو قتل کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ (ایضاً باب فی الرسل ،۲۷۵۸، مسند احمد؛ ج:۱؛ ص:۳۹۰)

(7) معاہد قوم کے کسی فرد کو قتل کرنا جرم ہے۔ (بخاری شریف؛ کتاب الجزیة: باب أثم من قتل معاهدا بغیر جرم،۳۱۶۶)

خلاصۂ کلام:

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ دہشت گردی کی سخت مذمت کرتا ہے، اور دہشت گردوں کے لیے سنگین سزا مقرر کرتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اسلام دہشت گرد مذہب ہے اور دہشت گردوں کی پشت پناہی کرتا ہے، سراسر غلط ہے بلکہ حقائق وواقعات کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد کہنے والے حقیقت میں خود دہشت گرد ہیں۔ لیکن ”الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے“ کے مصداق یہ لوگ اسلام اور مجاہدین کو دہشت گرد ثابت کرنے پر ہی مصر ہیں۔ اگرچہ حالات وواقعات اس کی تردید کرتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے اور صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وأصحابه أجمعین.